۵ مارچ ۱۹۰۹ء

خطبہ جمعہ

حضرت امیر المومنین نے وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (البقرۃ:۱۳۱) کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

رشک (غبطہ) تمام انسانی ترقیات کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر رشک کرنا ہے تو ابراہیمؑ سے کرو۔ دیکھو! اس نے اپنے اخلاص و وفا کے ذریعے کیسے کیسے اعلیٰ مدارج پائے۔

ابراہیم کی ملت سے کون بے رغبت ہو سکتا ہے مگر وہی جس کی دینی' دنیوی عقل کم ہو۔ اس کی ملت کیا تھی؟ بس حنیف ہونا۔ حنیف کہتے ہیں ہر امر میں وسطی راہ اختیار کرنے والے کو۔ عربی زبان میں جس کی ٹانگیں ٹیڑھی ہوں اسے احنف کہتے ہیں۔ اس واسطے حنیف کے معنے میں بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے۔ حالانکہ ایسے شخص کو احنف بطور دعا و فال نیک کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں "ہرچہ گیرد علتی شود" کے مریض سیدھے کے معنے بھی الٹے ہی لیتے ہیں۔ جس آدمی کو سیدھا کہا جاوے گویا اس کے یہ معنے ہیں کہ تم بڑے بیوقوف ہو۔

ابراہیم کی راہ یہ ہے کہ افراط تفریط سے بچے رہنا۔ کسی کی طرف بالکل ہی نہ جھکنا بلکہ دین و دنیا دونوں کو اپنے اپنے درجے کے مطابق رکھنا۔ چنانچہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:۲۰۲) ایک ہی دعا ہے۔

رابعہ بصری ایک عورت گذری ہے۔ ایک دن کسی شخص نے ان کے سامنے دنیا کی بہت ہی مذمت کی۔ آپ نے توجہ نہ فرمائی لیکن جب دوسرے دن' پھر تیسرے دن بھی یونہی کہا تو آپ نے فرمایا۔ اس کو ہماری مجلس سے نکال دو کیونکہ یہ مجھے کوئی بڑا دنیا پرست معلوم ہوتا ہے جبھی تو اس کا بار بار ذکر کرتا ہے۔

پس ایک وسطی راہ اختیار کرنا جس میں افراط و تفریط نہ ہو ابراہیمی ملت ہے۔ مومن کو یہی راہ اختیار کرنی چاہئے اور میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ ابراہیم کی چال اختیار کرنے سے نہ تو غریب الوطنی ستاتی ہے' نہ کوئی اور حاجت۔ نہ انسان دنیا میں ذلیل ہوتا ہے' نہ آخرت میں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (البقرۃ:۱۳۱) وہ دنیا میں بھی برگزیدہ لوگوں سے تھا اور آخرت میں بھی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا میں خواہ کیسی ذلت ہو' آخرت میں عزت ہو۔ اور بعض آخرت میں کسی عزت کے طالب نہیں یا تھوڑی چیز پر اپنا خوش ہو جانا بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ کوئی بزرگ لکھتے ہیں کہ ہمیں تو بہشت میں پھونس کا مکان کافی ہے اور دنیا کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں کفار کوٹھیوں میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے کچے مکانوں میں رہنا اسلامیوں کی ہتک ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ جب اس دنیا میں وہ اپنی ہتک پسند نہیں کرتا تو اس عالم میں اپنا ذلیل حالت میں رہنا اسے کس طرح پسند ہے؟ یہ خیال ابراہیمی چال کے خلاف ہے۔

ابراہیمؑ نے جن باتوں سے یہ انعام پایا کہ دنیا و آخرت میں برگزیدہ اور اعلیٰ درجہ کا معزز انسان ہوا' وہ بہت لمبی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی لفظ میں سب کو بیان فرما دیا کہ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (البقرۃ:۱۳۲)۔ پھر انسان کو اپنی بہتری کے ساتھ اپنی اولاد کا بھی فکر ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں کئی قسم کے لوگ گزرے ہیں۔ بعض کو اپنی اولاد کا اتنا فکر ہوتا ہے کہ دن رات ان کے فکر میں مرتے ہیں اور بعض ایسے کہ اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

قاری کے متعلق یہ قصہ مشہور ہے کہ آپ پڑھا رہے تھے۔ گھر سے غلام نے آکر کہا کہ آپ کا بیٹا مر گیا۔ آپ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرۃ:۱۵۷)۔ اچھا فلاں کو کہہ دو کہ قبر نکلوا کر اسے دفن

کرادے۔ اس کے بعد آپ پڑھانے میں مشغول ہو گئے۔

خیر ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کی بہتری چاہی تو اس کے لئے ایک وصیت کی یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرۃ:۱۳۳) اے میرے بچو! اللہ نے تمہارے لئے ایک دین پسند فرمایا۔ پس تم فرمانبرداری کی حالت میں مرو۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو گناہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پھر توبہ کرلیں گے۔ مگر یہ غلطی ہے کیونکہ عمر کا کچھ بھروسہ نہیں۔

خطبہ ثانیہ

وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔ میں تمہیں ایک عام شر کی طرف توجہ دلاتا ہوں' وہ بدظنی ہے۔ جن لوگوں نے اس مرض کے علاج بتائے ہیں ان میں ایک امام حسنؒ بصری بھی ہیں۔ آپ حضرت عمرؓ کی خلافت میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے اجداد عیسائی تھے۔ یہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دجلہ کے کنارے پر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان بیٹھا ہے اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے بڑی حسین۔ ان کے درمیان شراب کا مشکیزہ پڑا ہے۔ وہ اسے پی رہے ہیں اور بعض وقت عورت اس نوجوان کو چوم بھی لیتی ہے۔ میں نے اس وقت کہا کہ یہ لوگ کیسے بدکار ہیں۔ باہر سر میدان بدذاتی کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک حادثہ ہو گیا۔ ایک کشتی آرہی تھی وہ ڈوب گئی۔ عورت نے اشارہ کیا تو وہ نوجوان کودا اور چھ آدمیوں کو باہر نکال لایا۔ پھر آواز دی کہ او حسن! ادھر آ۔ تو بھی ایک کو تو نکال۔ نادان! یہ تو میری ماں ہے اور مشکیزہ میں دریا کا مصفی پانی ہے۔ ہم بھی تیری آزمائش کو یہاں بیٹھے تھے کہ دیکھیں تم میں سوء ظنی کا مرض گیا ہے یا نہیں؟ امام حسنؒ بصری فرماتے ہیں اس دن سے میں ایسا شرمندہ ہوا کہ کبھی سوء ظن نہیں کیا۔ سو تم بھی اس سے بچو۔

(بدر جلد ۸ نمبر ۲۴۔ ۲۵---۸۔ ۱۵/ اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۲)

☆-☆-☆-☆